نمبر ۱۶ | ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۵ اگست ۱۹۳۴ء | جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۲ اگست کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

۳۱- جولائی ۹ بجے شب لوکل انجمن کے زیر اہتمام ایک تبلیغی جلسہ ہوا جس کے صدر جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ تھے۔ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم۔ جناب میر قاسم علی صاحب۔ اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب ملتانی نے تقریریں کیں۔ اسی قسم کا جلسہ ۲ اگست کو بھی ہوا۔

۲ اگست نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مولوی عبدالغفور صاحب کو ریاست چمبہ۔ مولوی دل محمد صاحب کو علاقہ سیالکوٹ اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو دھاریوال سلسلہ تبلیغ روانہ کیا گیا:۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ڈیبیٹنگ سوسائٹی کا ۲ اگست جو تھا سالانہ ڈیبیٹ ہوا۔ مضمون زیر بحث "سلطنت برطانیہ کے فوائد" تھا۔ طلباء اور بعض اولڈ بوائز نے دلچسپ تقریریں کیں۔ سلطنت برطانیہ کے مفید ہونے کی مدعی پارٹی جیت گئی:۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اپنے سارے جسم و جان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہو جائیں

"ذات تقدس مآب باریتعالیٰ کے ساتھ ایک خالص قرآنی تعلق وگہرا پیوند قائم کرنا چاہیئے۔ جب یہ تعلق پورا قائم ہو جاتے۔ پھر ہر ایک قسم کے خوف و خطر سے انسان محفوظ و مطمئن ہو جاتا ہے اور انشراح صدر کے بعد تمام بوجھ ہلکے ہو جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے صرف اس لئے کہ ان کو ہر کہ در ایزدی یافت باز در در دیگر نیافت پر حق الیقین ہو جاتا ہے۔ اور اس کی پُر ثمر تاثیرات اُن کے لوح قلب پر منقش ہو جاتی ہیں۔ اور ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی ہوتی ہیں۔ اور بوجہ استیلائے محبت و عشق الٰہی و شہود عظمت و جلال و ارث کبریائی ان کے قلب سلیم کا یہی ورد ہو جاتا ہے۔ ؎

نہ از جیبم حکایت کن نہ از روم ۔ کہ دارم دلستانی اندریں بوم
چو روئے خوب او آید بیادم ۔ فراموشم شود موجود و معدوم

آپ اپنے سارے جسم و جان روح روان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہو جائیں۔ پھر خدا تعالیٰ خود بخود تم سب کا حافظ و ناصر معین کارساز ہو جائے گا۔ چاہیئے کہ انسان کے تمام قویٰ آنکھ کان دل۔ دماغ۔ دست و پا جملہ متمسک باللہ ہو جائیں۔ ان میں کسی قسم کا اختلاف نہ ہے۔ اسی میں تمام کامیابیاں و نصرتیں ہیں۔ یہی اصل مراقبہ ہے۔ اسی سے حرارت قلبی و روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی کی بدولت ایمان کامل نصیب ہوتا ہے"۔ (الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۳ء)

بھائی محمود احمد صاحب ڈنگوی کے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ احباب دُعا کریں۔ خدا تعالیٰ لمبی عمر دے اور سعادت مند بنائے:۔

پروونشل انجمن احمدیہ یوپی کا قیام

جماعت ہائے احمدیہ صوبہ یو-پی کی درخواست کی بنا پر صدر انجمن احمدیہ نے حسب رزولیوشن ۱۱۹ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۳۴ء پراونشل انجمن احمدیہ یو-پی کے قیام کی منظوری علاقہ کے جلسہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور سفارش کی تھی۔ جسے حضور نے ان قواعد و ضوابط کے ماتحت منظور فرما لیا ہے۔ جو دوران مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء میں تجویز کئے گئے تھے۔ اب اس علاقہ کی احمدی جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ اپنے نمائندے کسی ایک مقام پر ایک مقررہ تاریخ کو جمع کریں۔ اور پراونشل امیر اور پراونشل عہدہ داروں کا ووٹوں کے ذریعہ سے انتخاب کر کے منظوری کے لئے جلد ارسال کریں۔ عہدہ امارت کے لئے کم سے کم تین اصحاب کا انتخاب کر کے منظوری کے لئے بھیجا جائے۔ اور دیگر عہدہ داروں کی فہرست سے اس کو علیحدہ درخواست پر بھیجا جائے۔ قائم مقام ناظر اعلیٰ

درخواست دعا

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن گوجرانوالہ کی انتہائی کی علالت کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ارشاد کے ماتحت اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ احباب خاص طور پر ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

شکریہ احباب

السلام علیکم۔ اس دفعہ مجھے بندش پیشاب کی بیماری کا حملہ سخت ہوا۔ امید زندگی نہ رہی تھی۔ مگر اصحاب دل کی دعاؤں کے طفیل اللہ کریم نے فضل کیا۔ اب حالت بہبود ہے۔ دعا کرنے والوں اور ہمدردی کے خطوط اور تار بھیجنے والے اصحاب کا شکریہ ہے جزاہم اللہ۔ محمد حق فرنٹیر پوسٹ ماسٹر سرینگر کشمیر

من انصاری الی اللہ

صیغہ تعلیم و تربیت کے لئے کچھ ایسے دوستوں کی ضرورت ہے جو تربیت جماعت کے لئے کچھ وقت دے سکیں۔ مثلاً سکولوں کے مدرسین یا اور ملازم پیشہ احباب جن کو سرکاری طور پر موسمی یا اور تعطیلیں مل جاتی ہیں۔ یا مل سکتی ہوں۔ اور وہ ان تعطیلوں میں سے کچھ وقت دین کی خدمت کے لئے وقف کر سکیں۔ براہ کرم ایسے احباب اپنے نام سے مجھے اطلاع دیں۔ نیز یہ بھی تحریر فرمائیں۔ کہ وہ کس قدر وقت اور کس ماہ میں دے سکیں گے۔ نیز اس کے علاوہ اور صاحب بھی جو ملازم پیشہ نہ ہوں۔ اور وقت دے سکیں۔ وہ بھی اپنے نام لکھوا سکتے ہیں۔ اخراجات صیغہ ہذا سے دیئے جائیں گے۔

احباب کو چاہیئے۔ کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس کار خیر میں شامل ہو کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ (ناظر تعلیم و تربیت)

یوم التبلیغ کے متعلق ضروری ہدایات

برادران! یوم التبلیغ کا اعلان آپ نے الفضل میں ملاحظہ کر لیا ہو گا۔ اس کے متعلق مندرجہ ذیل ہدایات کو مدنظر رکھا جائے۔ اور اس کے لئے ابھی سے انتظام شروع کر دیا جائے:-

(۱) اپنے اپنے رشتہ داروں میں تبلیغ کی جائے۔ اگر کسی کا کوئی رشتہ دار غیر احمدی نہ ہو تو کسی دوسرے دوست کے ساتھ مل کر اس کے رشتہ داروں میں تبلیغ کی جائے۔

(۲) اگر ایک گاؤں سارا احمدی ہے اور اس گاؤں کے نزدیک ان کے رشتہ دار بھی نہیں ہیں تو کسی دوسرے گاؤں کے احمدیوں کے ساتھ مل کر ان کے رشتہ داروں میں تبلیغ کرنی چاہیئے۔ اس اصل کے مطابق تمام جماعتوں کو پہلے سے پروگرام بنا لینا چاہیئے۔

(۳) قادیان کے ارد گرد کی جماعتیں بھی اطلاع دیں۔ تاکہ قادیان کے لوگ ان کے پاس پہنچ کر ان کے رشتہ داروں میں تبلیغ کر سکیں۔ (ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان)

تصدیق احمدیت

کچھ عرصہ ہوا۔ حیدرآباد دکن سے ایک صاحب پروفیسر الیاس برنی صاحب نے "قادیانی مذہب" کے نام سے ایک کتاب شائع کی تھی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے نامکمل اقتباسات پیش کر کے عوام کو مختلف قسم کی غلط فہمیوں میں مبتلا کرنا چاہا۔ بعض اخبارات میں اس ساری کی ساری کتاب کو نقل کیا گیا۔ اور چونکہ اسے بکثرت مفت بانٹا گیا۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ اس کا جواب دیا جائے۔ تاکہ انصاف پسند اور سمجھدار لوگوں کو برنی صاحب کی کتاب کے متعلق صحیح واقفیت حاصل ہو سکے۔ اور وہ درست نتیجہ تک پہنچ سکیں۔ اس غرض کو پیش نظر رکھتے ہوئے جناب سید بشارت احمد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ حیدرآباد نے "تصدیق احمدیت" کے نام سے ایک سوا دو سو صفحہ کی کتاب بہتر لکھائی چھپائی کے ساتھ عمدہ کاغذ پر شائع کی ہے جس میں نہایت مدلل طور پر برنی صاحب کے مغالطوں کو دور کیا گیا ہے۔ کتاب بہت مفید اور نہایت دلچسپ ہے۔ جس کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ جب کوئی بظاہر معقول اور تعلیم یافتہ انسان بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف قلم اٹھاتا ہے۔ تو کیسی کیسی خلاف دیانت حرکات کا مرتکب ہوتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو۔ احباب اس کتاب کی اشاعت میں سرگرمی سے حصہ لیں۔

قیمت فی کاپی ۵ ر، علاوہ محصولڈاک۔ بکڈپو تالیف واشاعت قادیان سے منگائی جائے۔ ایک کاپی منگوانے والے ۶ر کے ٹکٹ بھیجدیں۔

الفضل کے وی پی تیار ہو رہے ہیں

"الفضل" ۲۲ جولائی ۱۹۳۴ء نمبر ۹ صفحہ ۱۰ - ۱۱ پر ان اصحاب کے نام درج ہو چکے ہیں۔ جن کا چندہ ختم ہے مہربانی فرما کر آئندہ کے لئے چندہ بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں۔ ورنہ اگست کے پہلے ہفتہ میں وی۔ پی ارسال ہوں گے۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ وہ وصول کر لئے جائیں گے۔ "الفضل" کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا ہر سابق احمدی کا فرض ہے۔

(مینیجر الفضل۔ قادیان)

احمدی مبلغین اور فریضہ زکوٰۃ

فراہمی زکوٰۃ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خاص طور پر توجہ مبذول فرماتے ہوئے بموقعہ مجلس مشاورت و جلسہ سالانہ کارکنان کو تاکید فرمائی تھی۔ اور اس کام کے لئے نظارت بیت المال میں ایک اسسٹنٹ زکوٰۃ کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ چنانچہ مولوی ارجمند خان صاحب اس کام پر تعینات ہوئے ہیں۔ علماء مبلغین بیرون ہند و اندرون ہند کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ فریضہ زکوٰۃ کو اپنے لیکچر وغیرہ میں مد نظر رکھا کریں۔ اور اس کے متعلق ضروری ہدایات احمدیوں کے گوش گزار کرتے رہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

ہندوستانی مزدوروں کی حالت بہتر بنانے کی ضرورت

ہندوستان میں زمینداروں کے علاوہ ایک اور طبقہ جو نہایت مصیبت اور تکلیف کی زندگی گزار رہا ہے۔ مزدوروں کا طبقہ ہے۔ اگرچہ مزدور پیشہ لوگوں کو ہر جگہ ہی سرمایہ داروں کے جور وستم سہنے پڑتے ہیں۔ اور ان میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لیکن ہندوستان میں ان کی حالت دُنیا کے تمام ممالک سے زیادہ دردناک ہے حال ہی میں لنڈن کی ایک میٹنگ میں پولینڈ کے ایک مشہور کارخانہ دار نے ایک مضمون پڑھا۔ جس میں اس نے شمار و اعداد کے ذریعہ بتایا ہے کہ سوائے چین کے دُنیا کے سب ممالک کے مزدوروں کی نسبت ہندوستان میں مزدوروں کو کم اُجرت ملتی ہے۔ مثلاً جہاں امریکہ میں ۸ ر ۳۲ سنیٹ۔ ڈنمارک میں ۸ ر ۲۰ سنیٹ۔ برطانیہ میں ۲ ر ۱۷ سنیٹ۔ روس میں ۱۶ سنیٹ فی گھنٹہ مزدوری کی اوسط بنتی ہے۔ وہاں برطانوی ہند میں ۹ ر ۳ سنیٹ فی گھنٹہ کی اوسط ہے۔ اور ہندوستان کا بہُت بڑا حصہ جو ریاستوں پر مشتمل ہے۔ اس میں مزدوری کی اوسط جس قدر کم ہو سکتی ہے اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ان حالات میں ہندوستانی مزدوروں کا معاملہ روز بروز نازک صورت اختیار کرتا جارہا ہے۔ اور ان میں سرمایہ داروں اور کارخانوں کے مالکوں کے خلاف جذبہ ناراضی ترقی پذیر ہے۔

ظاہر ہے۔ کہ یہ صورت حالات ملک کے لئے نہایت خطرناک ہے۔ اور مزدوروں کی بے چینی دوسرے ممالک میں جو نتائج پیدا کر چکی ہے۔ ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے جہاں حکومت کا فرض ہے۔ کہ مزدوروں کی تکالیف اور مشکلات دور کرنے کی طرف خاص توجہ کرے۔ وہاں بہی خواہانِ ملک کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ اس معاملہ کو نظر انداز نہ کریں۔ بے شک حکومت کے فرائض میں یہ بات داخل ہے۔ کہ اگر کسی جگہ مزدوری پیشہ لوگ کوئی خلاف آئین قدم اٹھائیں۔ امن میں نقص پیدا کریں۔ لڑائی جھگڑے شروع کریں۔ تو وہ اس کا انسداد کرے لیکن اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ مزدوروں میں جو بے چینی پائی جائے۔ اسے دُور کرنے کے لئے بھی انتظام کرے۔ اور اس بات کو مدنظر رکھے۔ کہ مزدوروں کے ساتھ بے انصافی کرنے والے اور ان کے حقوق غصب کرنے والے وہ لوگ ہیں جو بہت اثر و رسُوخ رکھتے ہیں۔ اور اس بات کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ کہ مزدور ان کے پنجۂ ستم سے رہائی نہ حاصل کر سکیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حکومت جب کبھی مزدوروں کی بدحالی کی اصلاح کے لئے کوئی قانون بنانا چاہتی ہے۔ تو ہندوستانی سرمایہ داروں کی طرف سے اس کی سخت مخالفت کی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس طرح ان کے مفاد کو نقصان پہونچے گا۔

یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ گذشتہ ماہ باوجود سرمایہ داروں کی طرف سے پُر زور مخالفت کے اسمبلی میں فیکٹریز ایکٹ پاس ہو گیا جس کے متعلق حکومت کی طرف سے کہا گیا۔ کہ گورنمنٹ مزدوروں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے قانون کی ضرورت محسوس کرتی ہے۔ اور یہ بل ترقی کی طرف ایک نمایاں قدم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکومت مزدوروں کی مشکلات کو دُور کرنے۔ اور ان کی حالت کو بہتر بنانے سے غافل نہیں اور پریذیڈنٹ لیبر کمیشن کا حال ہی میں لنڈن ٹائمز میں جو مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ ہندوستان میں مزدوروں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے گورنمنٹ ہند بہت کوشش کر رہی ہے۔

اس میں شک نہیں۔ کہ اس کوشش میں ابھی بہُت کچھ اضافہ کی ضرورت ہے۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ حکومت اس بارہ میں اپنے فرض سے غافل نہیں۔ اس کے مقابلہ میں ان لوگوں کو بتانا چاہیئے۔ جو ہندوستان کی ترقی و خوشحالی کے خواہاں ہیں۔ اور جن کا دعوٰے ہے۔ کہ وہ اسی مقصد و مدعا کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں کہ وہ ہندوستان کے مظلوم اور ستم رسیدہ مزدوروں کے متعلق کیا کر رہے ہیں۔ اپنے آپ کو اہل ہند کے ہر ایک طبقہ کی نمائندہ سمجھنے والی۔ اور ان کے حقوق کی حفاظت کرنے کی دعویدار کانگرس ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ آج تک مزدوروں یا کسی اور مصیبت زدہ طبقہ کے حق میں اور سرمایہ داروں کے خلاف آواز اٹھانے کی اسے کبھی جُرأت نہیں ہو سکی۔ اور ہو بھی کس طرح سکتی ہے۔ جبکہ اس کا تمام کاروبار سرمایہ داروں کے ہی سہارے چل رہا ہے۔ اور کانگرس کے رُوح رواں گاندھی جی کو سرمایہ داروں کا سب سے بڑا حامی ہونے کا خطاب مل چکا ہے۔ اگر سرمایہ دار آج کانگرس کو مالی امداد دینا بند کردیں۔ تو اس کی تمام سرگرمیاں ختم ہو جائیں۔ اس لئے ممکن نہیں۔ کہ وہ سرمایہ داروں کے مقابلہ میں مزدوروں کی حمایت کرکے اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارنے کے لئے کسی وقت تیار ہو سکے۔ پس وہ جس طرح زمینداروں کی تباہی بربادی کو اپنی آنکھوں سے دیکھتی ہُوئی ان کے حق میں ایک لفظ بھی کہنے کے لئے آمادہ نہیں۔ کیونکہ زمیندار بھی سرمایہ داروں کے ہی کشتۂ ستم ہیں۔ اسی طرح وہ کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی بھی حمایت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ کارخانہ دار جو مزدوروں کا خون چُوستے ہیں۔ انہیں سے کچھ نہ کچھ کانگرس کو بھی دیتے ہیں۔ اور کانگرس اپنا فرض سمجھتی ہے کہ اگر علم کھلا سرمایہ داروں کی حمایت نہ کر سکے۔ تو ان کے خلاف بھی تو کوئی بات مُنہ سے نہ نکالے۔ اور کسی ایسی تحریک کو کامیاب نہ ہونے دے۔ جو سرمایہ داروں کے لئے نقصان رساں ہو۔

یہ ان لوگوں کا طریق عمل ہے۔ جو اہل ہند کی ہر تکلیف کا ذمہ وار حکومت کو قرار دیتے ہیں۔ اور عوام میں اس کے خلاف جذبۂ نفرت پیدا کرنے میں مصروف رہتے ہیں حالانکہ حکومت کو مصیبت زدہ طبقوں کی بہتری کا جس قدر خیال ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی ان لوگوں کو نہیں ہے۔

گاندھی جی بنارس کے فیصلہ کے بعد

لاہور کے وہی اخبارات جو کل تک گاندھی جی کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے تھے۔ ان کو دُنیا کا سب سے بڑا انسان قرار دے رہے تھے۔ آج اتنی سی بات پر کہ انہوں نے مالویہ جی اور مسٹر اینے کی وہ تجویز منظور نہیں کی۔ جو انہوں نے کمیونل ایوارڈ کی مخالفت کرنے کے متعلق پیش کی تھی۔ ان کے تدبر کا دیوالہ نکال رہے۔ اور ان کے رویہ پر لعنت برسا رہے ہیں۔ چنانچہ "ملاپ" (۳۰ جولائی) اس بات کا ذکر کرتا ہوا۔ کہ گاندھی جی نے بنارس کے اجلاس میں جو فیصلہ کیا ہے۔ وہ بے حد نقصان رساں ہے۔ لکھتا ہے:۔

"آنے والی نسلیں ہمارے اس سیاسی تدبر کے دیوالیہ پن پر آنسو بہائیں گی۔ اور چلا کر کہیں گی۔ لعنت ہو ان بزرگوں پر"

آئندہ نسلیں تو معلوم نہیں کیا کچھ کہیں گی۔ لیکن ان کی ترجمانی کی آڑ لے کر موجودہ نسل نے گاندھی جی کے متعلق جو کچھ کہدیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ان کی تعریف و توصیف کی حقیقت بتے پر پانی سے زیادہ مستحکم نہیں ہوتی ۔

ریلوے سٹیشنوں پر انتظام خوراک کی اصلاح

اسمبلی کے حال کے اجلاس میں جب ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب کی یہ تحریک پیش ہوئی۔ کہ ایک کمیٹی اس کام کے لئے مقرر کی جائے۔ کہ وہ ریلوے میں خوراک و اشیاء کی فراہمی کے ٹھیکوں اور ذیلی ٹھیکوں پر غور کرے۔ تو سرکاری ممبر نے تسلیم کیا۔ کہ ریلوے کے انتظام خورد و نوش کے خلاف ہر شخص کو شکایت ہے۔ اور کہا۔ کہ اس موضوع پر حکومت اور ارکان اسمبلی کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ مگر اطمینان دلایا۔ کہ ریلوے کی طرف سے جو پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ ان کی بناء پر کہا جاسکتا ہے کہ آئندہ خوراک کا انتظام بہتر ہوجائے گا ۔

اس قدر وزنی شکایت اس بات کی مستحق ہے۔ کہ ریلوے حکام اس کی طرف فوری اور پوری توجہ مبذول کریں۔ تاکہ خوراک کے متعلق شکایات دور ہوسکیں۔ اس طرح نہ صرف مسافروں کو سہولت و آرام میسر آسکے گا۔ بلکہ محکمہ ریلوے کی ہر دلعزیزی میں بھی بہت کچھ اضافہ ہوجائیگا۔ اور ریلوے ایسے تجارتی صیغہ کو اس بات کی جس قدر ضرورت ہے۔ وہ ظاہر ہے ۔

ہندو عورتیں اور پردہ

اگرچہ وقتاً فوقتاً ہندوؤں کی طرف سے عورتوں کے پردہ کی مخالفت کی جاتی ہے۔ اور نئی روشنی کی ہندو عورتیں ایسے رنگ میں نمایاں ہوتی رہتی ہیں۔ کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے ان میں پردہ کی پابندی کوئی نہ کرتی ہوگی۔ لیکن جب کبھی ہندوؤں کی طرف سے۔ یا آزاد خیال ہندو عورتوں کی طرف سے اس قسم کی آواز اٹھائی جاتی ہے۔ کہ ہندو عورتوں کو پردہ کی پابندی سے آزاد ہوجانا چاہیئے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ایسی عورتیں ابھی موجود ہیں۔ جو فطری شرم و حیا کے تقاضا سے پردہ کی پابندی ضروری سمجھتی ہیں ۔

چند دن ہوئے۔ گاندھی جی نے کانپور میں عورتوں کے ایک جلسہ میں تقریر کی جس میں کہا ۔

"ہر یجن کام آپ کا دھرم ہے۔ آپ کو کھادی پہننی چاہیئے۔ اور پردہ ترک کر دینا چاہیئے" (پرتاپ ۲۸ جولائی)

جن ہندو خواتین کو پردہ ترک کر دینے کے لئے کہا گیا ہے وہ قابلِ تعریف ہیں۔ کہ ایسی پردہ شکن فضا میں رہ کر بھی وہ نسوانی شرم و حیا کے قیام کے لئے پردہ ضروری سمجھتی ہیں۔ مگر افسوس ان مردوں پر جو دوسری عورتوں کی بے پردگی کے شرمناک نتائج دیکھتے ہوئے اپنی عورتوں سے یہ کہتے ہیں۔ کہ پردہ ترک کردینا چاہیئے ۔

علماء ہند کی جمعیتوں کی حالت

یوں تو علماء کی ایک چھوڑ دو جمعیتیں ہیں۔ اور دونوں مسلمانوں کی نہ صرف دُنیوی بلکہ دینی راہ نمائی کرنے کی مدعی ہیں۔ لیکن ان کی جو حالت ہے۔ وہ خواجہ حسن نظامی صاحب کے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ

"جب میں دہلی کی جمعیۃ علماء۔ اور کانپور کی نو ایجاد جمعیۃ علماء کے کاموں کو دیکھتا ہوں۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہندوؤں کی کانگرس پر عاشق ہوگئی ہے۔ اور دوسری انگریزی گورنمنٹ کے حسن و جمال پر شیفتہ و فریفتہ ہوگئی ہے مسلمانوں سے محبت دونوں میں سے ایک کو بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اعمال اور افعال کے اعتبار سے (اگر عدل کے ساتھ تجزیہ کیا جائے) ایک بھی محض مسلمانوں کی غم خواری کرتی ہوئی نظر نہیں آتی" (منادی یکم اگست)

خواجہ صاحب نے یہ رائے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ کے بعد ظاہر کی ہے۔ اور اس قابل ہے۔ کہ ہر مسلمان اسے پیش نظر رکھتے ہوئے علماء کی حقیقت سے آگاہی حاصل کرے ۔

علماء کو تلاش کرنے کیلئے چراغ کی خواہش

اسی سلسلہ میں خواجہ صاحب نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ

"روشن خیال۔ اور وسیع نظر اور مخلص مسلمانوں کو ایسے مولوی تلاش کرنے چاہئیں جو اسلام کی آسانی۔ اور مسلمانوں کی ضروریات اور سہولتوں اور ترقیوں کو ملحوظ رکھتے ہوں۔ تاکہ ایک نئی جمعیۃ علماء بن جائے۔ جو نہ ہندوؤں کی حلقہ بگوش ہو۔ نہ انگریزوں کی مصلحتوں کے آگے سر جھکانے والی ہو۔ بلکہ خالص دینی ہو۔ اور خالص دُنیاوی ہو۔ اور صرف مسلمانوں کے لئے ہو۔ ہے کوئی ایسا چراغ جس کو ہاتھ میں لے کر اس تاریک ہندوستان میں روشن خیال مولویوں کو تلاش کیا جائے"

منظر عام پر آنے والے علماء کے اعمال و افعال سے بددل ہوکر۔ اور علماء کی تلاش کے لئے ایسے چراغ کے دستیاب ہونے کی خواہش کرنا جس کا کہیں پتہ و نشان بھی نہیں۔ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد کے پورے ہونے کا ثبوت نہیں ہے۔ کہ عُلماء ھم شرٌّ من تحت ادیم السماء۔ یعنی مسلمانوں پر ایک ایسا وقت آئیگا۔ جب ان کے علماء بدترین مخلوق ہوجائیں گے۔ اور انہیں اصلی علماء ڈھونڈھے سے نہ ملیں گے۔ مسلمانوں کی اسی حالت پر رحم فرما کر خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا۔ اب مسلمانوں کی دینی و دُنیوی بہتری آپ ہی کے ساتھ وابستہ ہونے میں ہے۔ پس علماء کو تلاش کرنے کے بے سود خیال کو چھوڑ کر مسلمانوں کو چاہیئے۔ خدا تعالےٰ کے فرستادہ کی جماعت میں داخل ہوجائیں ۔

ڈاکٹر کچلو کا برت ختم

ڈاکٹر کچلو صاحب کا سات روزہ برت توڑنے کی رسم ۳۰۔ جولائی کو بندے ماترم کا گیت گانے کے بعد ادا کی گئی۔ کہ اس تقریب کے لئے اس سے بہتر چیز اور کوئی نہ تھی۔ ڈاکٹر صاحب کو عنڈ اپن کا مقابلہ کرنے کی جس قدر طاقت حاصل ہوئی۔ اسے تو وہی محسوس کرسکتے ہیں۔ یا آئندہ نتائج بتاسکیں گے۔ البتہ جیسا کہ ہم نے لکھا تھا۔ کہ اس طرح وہ اپنے مخالفین پر کوئی مفید مطلب اثر پیدا نہ کرسکیں گے۔ اس کا ثبوت مل گیا۔ چنانچہ یہ بات نہ صرف سارے امرتسر میں کثرت سے پھیل گئی۔ بلکہ اردو و انگریزی اخبارات کے ذریعہ دور دور تک پہونچ گئی۔ کہ

"ڈاکٹر صاحب نے صحیح معنوں میں برت نہیں رکھا۔ بلکہ درون پردہ غذا استعمال کرتے رہے ہیں" (زمیندار ۳۱ جولائی بحوالہ سول اینڈ ملٹری گزٹ)

جن لوگوں کا برت کے متعلق یہ خیال ہے۔ ان کے دلوں سے رہی سہی وقعت بھی کافور ہوگئی ہوگی۔ کیونکہ وہ برت کو محض ڈھونگ سمجھیں گے۔ اور اس طرح ڈاکٹر صاحب کا فریق مخالف اور زیادہ مضبوط۔ اور طاقت ور بن گیا ہوگا ۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ غیر اسلامی طریق عمل خواہ کسی معاملہ میں بھی اختیار کیا جائے۔ اس میں سوائے ناکامی و نامرادی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ خاصکر جبکہ ایسی راہ چلنے والا مسلمان کہلاتا ہو۔ ڈاکٹر کچلو صاحب کا تجربہ خود ان کے لئے۔ اور دوسرے لوگوں کے لئے ایک عبرتناک مثال پیش کر رہا ہے ۔

یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ کہ مسلمانانِ امرتسر نے ڈاکٹر صاحب کے متعلق کوئی خاص دلچسپی نہیں لی۔ ان کے ارد گرد ہندو مرد اور عورتیں ہی پھرتی رہیں۔ اور برت توڑنے کے وقت بھی انہی کا مختصر سا اجتماع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

مالی اور جانی قربانی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا مومنوں سے معاہدہ

جماعت کو فتن سے محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہدایت

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۷ جولائی ۱۹۳۴ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

دنیا میں جتنے معاہدات ہوتے ہیں سب مشروط ہوتے ہیں۔ اور

معاہد گروہ

یا معاہد افراد میں سے ہر ایک اپنے اوپر ایک ذمہ داری لیتا ہے اگر ایک اپنی ذمہ داری کو پورا کرتا ہے۔ تو دوسرا بھی اس امر کا پابند ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے متعلق ذمہ داری کو پورا کرے۔ اور اگر ایک اپنی ذمہ داری کو ادا نہیں کرتا۔ تو دوسرا بھی اس کی پابندی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ بائیبل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے متعلق آتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اسے

ختنہ کا حکم

دیا۔ اور کہا۔ کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان عہد ہے۔ جب تک تم اس عہد پر قائم رہو گے

خدا کا سلوک

اور اس کا وہ وعدہ جو تمہاری ترقیات کے متعلق ہے۔ یعنی نبوت الہام اور خدا تعالیٰ کا قرب۔ یہ تمہاری نسل میں قائم رہے گا۔ یہ وعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دونوں نسلوں میں جاری رہا۔ بنو اسحاق میں بھی اور بنو اسمٰعیل میں بھی

بنو اسماعیل کی تاریخ

ہمارے سامنے نہیں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بنو اسماعیل میں اللہ تعالیٰ کے انبیاء آئے اور قرآن کریم میں جو بعض انبیاء عرب کے بیان کئے گئے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ہوا ہو تو قرآن کریم سے بھی اس کی تصدیق ہو جائے گی۔ گو عام طور پر ان انبیاء کا زمانہ بہت پرانا بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ

حضرت صالحؑ اور حضرت ہودؑ

کا۔ مگر یہ عربی نبی ہی تھے۔ بہر حال قرآن کریم سے صراحت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بعض نبی عرب میں گذرے۔ اور بعض مورخین نے تو

حضرت شعیبؑ

کو بھی عرب کے نبیوں میں داخل کیا ہے۔ اور تاریخ اور جغرافیہ جو اس زمانہ کا ہے۔ اسے مد نظر رکھتے ہوئے یہ کوئی بعید بات معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان حصوں میں

عرب قومیں

ہی بسا کرتی تھیں۔ پس گو اسماعیلی تاریخ مشتبہ ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ بنو اسمٰعیل میں زندگی قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالے کی طرف سے انبیاء آتے رہے۔ مگر

بنو اسحاق کی تاریخ

بہت محفوظ ہے۔ اور اس کے انبیاء کے حالات بہت عمدگی کے ساتھ بائیبل میں موجود ہیں۔ گو نہیں کہہ سکتے۔ کہ پوری صداقت کے ساتھ درج ہیں۔ جب تک بنو اسحاق اس وعدہ کو پورا کرتے رہے۔ خدا تعالےٰ کا وعدہ بھی پورا ہوتا رہا۔ وہ ختنہ کرتے رہے اور خدا تعالےٰ کی طرف سے ان میں انبیاء آتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ کس وقت مگر بہر حال رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی وقت چاہے پہلی صدی میں یا دوسری یا تیسری میں۔ وہ عہد و پیمان جو ختنہ کے متعلق تھا۔ انہوں نے توڑ ڈالا۔ اس لئے یہود تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے

خدا تعالےٰ کے فضلوں سے محروم

ہو گئے۔ اور عیسائیوں نے ختنہ کا انکار کر کے اپنے آپ کو اس کی رحمت سے محروم کر لیا۔ تب خدا تعالیٰ نے بھی ان میں انبیاء بھیجنے بند کر دیئے۔ لیکن اس سے قبل سینکڑوں سال تک جب تک کہ وہ اس عہد کے پابند رہے

نعمتِ نبوت

سے مشرف ہوتے رہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے وعدے اور معاہدے سب مشروط ہوتے ہیں۔ جہاں معاہدہ ہو۔ وہاں تو بہر حال دونوں طرف سے اقرار ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر تم یوں کرو گے تو ہم یوں کریں گے۔ اور اگر تم نہیں کرو گے۔ تو ہم بھی نہیں کرینگے اور جہاں وعدہ ہو۔ وہاں بھی شرطوں کا پورا کیا جانا ضروری ہوتا ہے:۔

انبیاء کی بعثت

کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوموں سے جو وعدے ہوتے ہیں۔ وہ بھی اپنے اندر معاہدہ کا رنگ رکھتے ہیں۔ جیسے قرآن مجید میں واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ مومنوں سے ان کی جان و مال کے بدلہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ گویا

خالی جنت کا وعدہ نہیں

بلکہ معاہدہ ہے۔ یعنی اگر جان و مال میری راہ میں قربان کرو گے۔ تو ہم جنت دیں گے۔ اور اگر نہیں کرو گے۔ تو نہیں دیں گے۔ اور یہی معاہدہ ہے۔ جو تمام نبیوں کی جماعتوں سے ہوتا رہا۔

مال کی قربانی

تو واضح ہے۔ زکوٰۃ۔ صدقات اور چندوں کے ذریعہ یہ قربانی کی جاتی ہے۔ اور ہماری جماعت میں تو خصوصیت کے ساتھ مالی قربانی نمایاں طور پر کی جاتی ہے۔ اور تمام کی تمام جماعتیں بلکہ تمام کے تمام افراد الاماشاء اللہ۔ کمزور ہر جماعت میں ہوتے رہے ہیں۔ اور ہوتے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر باقی نہایت اخلاص رکھتے اور ہر وقت قربانی کے لئے تیار رہتے ہیں۔ گو میں نے دیکھا ہے۔ بعض کو

جگانے کی ضرورت

وقتاً فوقتاً محسوس ہوتی رہتی ہے۔

پچھلے سال میں نے اعلان کیا تھا۔ کہ جو لوگ چندہ نہیں دیتے۔ اور اس بارے میں

مسلسل غفلت اور سستی

سے کام لے رہے ہیں۔ انہیں جماعت سے خارج کر دیا جائیگا۔

اس پر جماعت میں بیداری پیدا ہو گئی۔ مگر اس سال محکمہ نے غفلت کی۔ اور غافل لوگوں کے نام میرے سامنے پیش نہیں کئے۔ جس کے نتیجہ میں مَیں دیکھ رہا ہوں۔ کہ برابر دو ماہ سے

چندوں میں سستی

ہو رہی ہے۔ اب ایک دو خطبے پڑھوں گا۔ اخبار میں مضامین نکلیں گے۔ تو وہ لوگ جو غافل اور سوئے ہوئے ہیں جاگ اٹھیں گے۔ مگر بہرحال مالی قربانی ایک حد تک بلکہ بہت حد تک ہماری جماعت کر رہی ہے۔ اور اگر مخلصین سے اس سے بھی زیادہ مالی قربانی کا مطالبہ کیا جائے۔ تو وہ اس کے لئے بھی تیار ہو جائیں گے۔

دوسری قربانی

جان کی ہے۔ یہ مختلف رنگوں میں ہوا کرتی ہے۔ جیسا کہ مالی قربانی بھی مختلف قسم کی ہوتی ہے۔ کبھی مخفی ہوتی ہے۔ کبھی ظاہر۔ کبھی اس رنگ میں ہوتی ہے۔ کہ انسان نقصان اٹھاتا ہے مگر صبر کرتا ہے۔ اور کبھی اس رنگ میں ہوتی ہے۔ کہ بعض باتیں اسے مالی لالچ اور حرص دلاتی ہیں۔ مگر وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ان کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ جیسا کہ اس زمانہ میں سود نہ لینا لاٹریوں میں حصہ نہ ڈالنا۔ اور

لائف انشورنس

وغیرہ نہ کرانا ہے۔ اس میں شبہ نہیں لاٹری وغیرہ سے فوری طور پر ہر انسان کو مالی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ مگر چونکہ وہ سمجھتا ہے۔ کہ گو یہ [illegible] اتفاقیہ ہیں۔ مگر اس کے نتیجہ میں مجھے روپیہ مل سکتا ہے۔ اس لئے جب وہ خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ایسی باتوں سے بچتا ہے۔ تو وہ مالی قربانی کرتا ہے۔ اسی طرح جانی قربانیاں بھی کئی رنگ کی ہوتی ہیں۔ ایک جانی قربانی تو وُہ ہے جس کا ہمارے بعض احمدیوں نے

افغانستان میں نمونہ

دکھایا۔ وہاں عملی طور پر حکومت نے ہماری جماعت کے افراد سے مطالبہ کیا۔ کہ احمدیت کو ترک کر دو۔ اور اگر احمدیت ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہو۔ تو تمہیں سنگسار کر دیا جائے گا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مطالبہ جن سے کیا گیا۔ ان میں سے ہر ایک نے یہی کہا۔ کہ احمدیت ہمیں اتنی پیاری ہے۔ کہ اس کے مقابلہ میں ہماری جان کی کوئی حقیقت ہی نہیں۔ تم ہمیں بے شک قتل کر دو مگر احمدیت کو ہم ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ ایک نہیں۔ دو نہیں۔ متواتر پانچ آدمیوں سے پوچھا گیا۔ مگر ان میں سے ہر ایک نے بشاشت سے اپنی جان دے دی۔ اور گو

جانیں دینے والے

افغانستان کے تھے۔ اور جانیں لینے والے بھی۔ مگر نہیں کہا جا سکتا۔ کہ سارا ایمان اور اخلاص افغانستان میں ہی منتقل ہو گیا ہے۔ اور دہیں اس قسم کے نمونے پائے جا سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ

ہندوستان کے احمدیوں سے

بھی اگر اس رنگ کا مطالبہ کیا جاتا۔ تو وہ بھی لبیک کہہ کر آگے آتے۔ اور کبھی بھی اپنی جانوں کو خدا تعالیٰ کے راستہ میں فدا کرنے سے دریغ نہ کرتے۔ مگر ہندوستان والوں کے لئے اس قسم کی قربانی کا موقع نہیں آیا۔ یہاں خدا تعالیٰ نے ایک ایسی گورنمنٹ قائم کی ہوئی ہے۔ جو باوجود کئی کمزوریوں کے اور دراصل ہر گورنمنٹ میں باوجود اس کی بے شمار خوبیوں کے کچھ نہ کچھ کمزوریاں بھی ہوا کرتی ہیں۔

قانون کی پابندی

نہایت شدت سے کرتی ہے۔ اس کی ایک بین مثال یہ ہے۔ کہ

گاندھی جی

انگریزی گورنمنٹ کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ گو وہ کہتے ہیں کہ میں انگریزوں کا دوست ہوں۔ اگر دشمنی ہے۔ تو حکومت سے ہے انہی گاندھی جی پر جب حملے ہوتے ہیں۔ تو گورنمنٹ یہ نہیں کہتی اچھا ہوا۔ ایک دشمن پر حملہ کیا جاتا ہے۔ بلکہ وہ کہتی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ چاہے دوست ہو۔ یا دشمن۔ کسی کے متعلق پبلک کو قانون شکنی نہ کرنے دیں۔ اور وہ گاندھی جی کے مخالفین کو ایذا رسانی سے روکتی ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ انگریزوں میں بھی بعض کمزور ہوتے ہیں۔ خصوصاً

کشمیر کی تحریک

کے دوران میں میرا تجربہ ہے۔ کہ وہاں قانون شکنی بعض دفعہ خود انگریز افسروں نے کرائی۔ مگر اس قسم کے لوگ بہت قلیل ہیں۔ انگریزوں کا ہزارہا آدمی ہندوستان میں کام کر رہا ہے۔ اور سینکڑوں انگریز ہر سال ریٹائر بھی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے سب کے متعلق تو نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن اگر اندازہ لگایا جائے۔ تو جن انگریزوں سے مجھے یا جماعت کے دوسرے دوستوں کا واسطہ پڑا ہے۔ جنہوں نے مجھے حالات بتائے۔ ان کو دیکھتے ہوئے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ

انگریزوں میں سے ۹۰ فیصدی

ایسے ہیں۔ جو قانون کا احترام کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ قوم دشمنوں کی دشمنی کے باوجود اب تک کمزور ہونے میں نہیں آئی۔ بعض اندرونی حالات کے لحاظ سے

گورنمنٹ کا تجزیہ

ضرور ہو گیا ہے۔ اور ہندوستان۔ ساؤتھ افریقہ۔ نیوزی لینڈ اور کینیڈا وغیرہ کو جو اختیارات مل گئے ہیں۔ ان سے اس میں ایک قسم کا ضعف پیدا ہو گیا ہے۔ مگر یہ خیال کہ انگریز عدل کرتے۔ اور قانون کی پابندی کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ لوگوں کے دلوں میں پوری شدت سے قائم ہے۔ اور اس میں کسی طرح کی کمی نہیں آئی۔

غرض انگریزی گورنمنٹ کے ماتحت چونکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں رکھا ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کے لئے یہاں اس قسم کی جانی قربانی کے مواقع نہیں۔ اور نہ بظاہر اس قسم کے مواقع میسر آ سکتے ہیں۔ جیسا کہ افغانستان میں پیش آئے۔ مگو پھر بھی چونکہ انگریز افسروں کے ماتحت

دیسی افسر

بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض دفعہ دیسی افسروں کی شرارت کی وجہ سے احمدیوں کو دکھ پہنچ جاتا ہے بعض جگہ ماتحت افسر جھوٹ بول دیتا ہے۔ اور اس طرح انگریز افسر کو ایک احمدی کے خلاف کارروائی کرنی پڑتی ہے۔ مگر اس کے باوجود میں نے دیکھا ہے کہ ۹۰ فی صدی انگریز عدل پر قائم رہتے ہیں۔ باقی دس فیصدی بعض دفعہ کسی ڈر سے۔ بعض دفعہ کسی لحاظ سے اور بعض دفعہ کثرت کو اپنے ساتھ ملائے رکھنے کی وجہ سے ایسے امور کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں جنہیں ظلم کہا جا سکتا ہے۔ اور یہ مواقع

جانی قربانی

کے ہماری جماعت کو ہندوستان میں پیش آتے رہتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی بعض احمدی مارے پیٹے گئے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض مر گئے۔ بعض اپاہج ہو گئے۔ بعضوں کی بیویاں ان سے چھین لی گئیں۔ بعضوں کے بچے ان سے جدا کر دیئے گئے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ اس جانی نقصان میں اکثر نے ثابت قدمی دکھائی۔ مگر

ایک نقص

ہے جس کی طرف میں توجہ دلائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور وہ یہ کہ بعض لوگ یہ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ کہ ہماری

حفاظت کا انحصار

انگریزوں پر ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ہم انگریزوں کی جو تعریف کرتے ہیں۔ وہ محض ان کے عدل کی وجہ سے۔ ورنہ جو شخص یہ خیال کرتا ہے۔ کہ مصیبت کے وقت انگریزی گورنمنٹ اسے بچا سکے گی۔ وہ مومن ہی نہیں۔ کیونکہ مومن کبھی

غیر اللہ کی طرف توجہ

نہیں کرتا۔ خواہ اس پر کسقدر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں۔ جب تک ہمارے اندر یہ روح پیدا نہ ہو گی۔ کہ ایک حد تک انسانی کوشش کے بعد ہم خدا تعالیٰ پر اپنا معاملہ چھوڑ دیں۔ اور اسی پر توکل کریں۔ اس وقت تک

کامل ایمان

حاصل نہیں ہو سکتا۔ مگر میں اپنی جماعت کے بعض لوگوں کو دیکھتا ہوں۔ انہیں جب کوئی تکلیف پہنچے۔ فوراً لکھتے ہیں۔ کہ گورنر کو اطلاع دی جائے۔ وزراء کو لکھا جائے۔ افسران سے ملاقات کی جائے۔ وہ اپنے خطوں میں اس قسم کی گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں۔ جو

بزدلوں اور منافقوں کی گھبراہٹ

ہوتی ہیں میں بارہا اپنی جماعت کو توجہ دلا چکا ہوں۔ کہ اس قسم کی حرکات مومنانہ شیوہ نہیں۔ مگر میں نہیں سمجھتا۔ کہ کیوں یہ آواز ہماری جماعت تک نہیں پہنچتی۔ ممکن ہے۔ اس کا باعث یہ ہو۔ کہ

ہمارے اخبار کی خریداری

بہت کم ہے۔ اور جماعت کے حلقہ میں اسے بہت کم وسعت حاصل ہے جو وقت ہماری جماعت کی تعداد آج کی تعداد سے بہت کم یعنے سرکاری مردم شماری کے رو سے صرف ۱۸ سو تھی اس وقت بدر کے خریداروں کی تعداد ۱۴ سو تھی۔ اس وقت سرکاری مردم شماری کے رو سے پنجاب کے احمدیوں کی تعداد

چھپن ہزار ۵۶

ہے۔ اور اگر یہی نسبت کو لحاظ رکھا جائے۔ تو آج ہمارے اخبار کے صرف پنجاب میں ... ۴۰ سے زائد خریدار ہونے چاہئیں اور اگر اس امر کو دیکھا جائے۔ کہ یہ تعداد جو مردم شماری کے رو سے بیان کی گئی ہے قطعاً صحیح نہیں۔ اور پنجاب کے علاوہ ہندوستان اور دوسرے ممالک کے احمدیوں کو بھی ملا لیا جائے۔ تو اخبار "الفضل" کے اس وقت کم از کم

سات آٹھ ہزار خریدار

ہونے چاہئیں۔ مگر اس کی خریداری ۱۵ اور ۱۸ سو کے درمیان رہتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اخبار اس وسعت سے شائع نہیں ہوتا جس وسعت کے ساتھ اسے شائع ہونا چاہیئے یہی وجہ ہے۔ کہ ہماری آواز تمام احمدیوں تک نہیں پہنچتی۔ بلکہ وہی احمدی اس سے واقف ہوتے ہیں جو اخبار خریدتے۔ یا دوسروں سے لے کر پڑھ لیتے ہیں۔ باقی لوگ

سلسلہ کے حالات سے بے خبر

رہتے ہیں حتیٰ کہ مجھے تعجب ہوا۔ کل ہی شملہ کے امیر جماعت کا ایک خط آیا۔ ایک ایسے امر کے متعلق جسکا ذکر

جلسہ سالانہ والی تقریر

میں بھی تھا۔ اور ایک دو خطبات بھی اس پر میں نے پڑھے تھے کہ ہمیں اب تک اس بات کا علم نہ ہو سکا تھا۔ اگر امراء جماعت بھی

سلسلہ کے اہم امور

سے اور ان امور سے جو اخبار میں شائع ہو جاتے ہوں اتنے ناواقف رہتے ہوں۔ تو بجز اس کے اور کیا سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ ان تو دلچسپی سے

اخبار کا مطالعہ

کیا جاتا ہے۔ اور نہ اخبار اس کثرت کیساتھ شائع ہوتا ہے جس کثرت کے ساتھ اسے شائع ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہماری آواز تمام جماعت تک نہیں پہنچتی۔ بہر حال جماعت میں یہ

ایک کوتاہی

پائی جاتی ہے۔ خواہ تربیت کی کمی کی وجہ سے۔ خواہ ایمان کے نقص کی وجہ سے۔ خواہ اس وجہ سے کہ سب لوگوں تک ہماری آواز نہیں پہنچتی۔ کہ وہ ذرا ذرا سی بات پر

گورنمنٹ سے مدد مانگنے کے لئے بیقرار

ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ تو یہ تصور کر کے ہی مجھے شرم آجاتی ہے کہ جب ہم خدا تعالےٰ کے حضور جائیں گے۔ تو اسے کیا کہیں گے کہ اے خدا ہم نے تیری مدد پر تو بھروسہ نہ کیا۔ اور اگر کیا۔ تو انگریزوں پر۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایسے خطوں کا میں جواب دیتا ہوں۔ کہ جس حاکم کے پاس محمد صلے اللہ علیہ وسلم جایا کرتے تھے۔ اس کے پاس تمہارے لئے میں بھی جانے کے لئے تیار ہوں۔ اور اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کسی مجسٹریٹ یا افسر کے پاس نہیں گئے۔ بلکہ انہوں نے

خدا تعالےٰ کے حضور دعائیں

کیں۔ اور اس کی نصرت و تائید حاصل کی۔ تو کیوں تم بھی اسی راہ کو اختیار نہیں کرتے ۔ اگر انگریزوں کی مدد ایسی ہی اعلےٰ چیز ہوتی۔ تو چاہیئے تھا۔ یہ انگریز محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی ہوتے۔ تا آپ کو بھی ان کی مدد سے فائدہ پہنچتا۔ پس یہ بیوقوفی اور نادانی ہوگی۔ کہ جب ہم انگریزوں کی ان کے

عدل کی وجہ سے تعریف

کریں۔ تو اس کا مطلب یہ سمجھا جائے۔ کہ ہمیں ان کی مدد کی ضرورت ہے۔ یا ہمیں ان سے مدد لینی چاہیئے۔ ہم ان کی تعریف اس لئے کرتے ہیں۔ کہ وہ اچھے ہیں۔ تعریف کے یہ معنی نہیں۔ کہ ہم اپنے توکل اور دین کو ان پر قربان کر دیں۔ اور اس میں

انگریزوں کی خصوصیت

نہیں۔ اگر جرمن والے اچھی بات کریں گے۔ تو ہم ان کی تعریف کریں گے۔ فرانس والے اچھی بات کرینگے۔ تو ہم ان کی تعریف کریں گے۔ پس انگریزوں کی اگر ہم تعریف کرتے ہیں۔ تو اس لئے کہ یہ اچھے کام کرتے ہیں۔ عدل اور انصاف قائم کرتے ہیں۔

رعایا کی تکالیف

کو حتی الوسع دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اس تعریف کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ہم

خیرات کا ٹھوٹھا

لے کر ان کے پاس جائیں۔ جب تک وہ اچھی باتوں پر قائم ہیں گے ہم انہیں اپنا دوست اور خیر خواہ سمجھیں گے۔ لوگ اگر ان کو برا بھلا بھی کہیں۔ تو ہم تعریف کریں گے لیکن

خیرات کا ٹھیکرا

لے کر کسی کے پاس جانا مومن کا کام نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ید العلیا خیر من ید السفلیٰ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے اچھا ہوتا ہے۔ جب تک ہم انگریزوں کی تعریف کر کے ان سے مانگتے کچھ نہیں۔ اس وقت تک ہمارا ہاتھ اونچا ہے۔ اور اگر ہم ان سے کچھ مانگنے جاتے ہیں۔ تو وہ اعلےٰ اور ہم ادنےٰ بن جاتے ہیں پس جماعت میں یہ غلطی پیدا ہو رہی ہے۔ مگر باوجود اسکے جماعت میں

قربانی کی روح

بھی پائی جاتی ہے۔ اور جب تک یہ رُوح قائم رہے گی خدا تعالےٰ کے وعدے بھی پورے ہوتے رہیں گے۔ دنیا کی کوئی طاقت انہیں ٹلا نہیں سکتی۔ نہ دشمنوں کی دشمنیاں ہمیں نقصان پہنچا سکتی ہیں لیکن مجھے حیرت ہوتی ہے۔ ہماری جماعت کے مومن اور مخلص افراد بھی بعض دفعہ دشمنوں کی شرارتوں کی وجہ سے گھبرا جاتے ہیں۔ حالانکہ دشمنوں کی حیثیت ہی کیا ہے۔ میں بچہ تھا لیکن مجھے خوب یاد ہے۔ یہاں ہمارے ہی بعض عزیز راستہ میں کیلے گاڑ دیا کرتے تھے۔ تاکہ جب مہمان نماز پڑھنے آئیں تو رات کی تاریکی میں ان کیلوں کی وجہ سے ٹھوکریں کھائیں چنانچہ ایسا ہی ہوتا۔ اور اگر کیلے اکھاڑے جاتے۔ تو وہ لڑنے لگ جاتے۔ اسی طرح مجھے خوب یاد ہے۔

مسجد مبارک کے سامنے دیوار

مخالفوں نے کھینچ دی تھی۔ بعض احمدیوں کو جوش بھی آیا۔ اور انہوں نے دیوار کو گرا دینا چاہا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ ہمارا کام صبر کرنا۔ اور قانون کی پابندی اختیار کرنا ہے پھر مجھے یاد ہے۔ میں بچہ تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے بچپن سے ہی مجھے رویائے صادقہ ہوا کرتے تھے میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ دیوار گرائی جا رہی ہے۔ اور لوگ ایک ایک اینٹ کو اٹھا کر پھینک رہے ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سے پہلے کچھ بارش بھی ہو چکی ہے۔ اسی حالت میں میں نے دیکھا کہ مسجد کی طرف حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ جب مقدمہ کا فیصلہ ہوا۔ اور دیوار گرائی گئی۔ تو بعینہٖ ایسا ہی ہوا۔ اس روز کچھ بارش بھی ہوئی۔ اور درس کے بعد حضرت خلیفہ اول ؓ جب واپس آئے۔ تو آگے دیوار توڑی جا رہی تھی۔ میں بھی کھڑا تھا۔ چونکہ اس خواب کا میں آپ سے پہلے ذکر کر چکا تھا۔ اس لئے مجھے دیکھتے ہی آپ نے فرمایا۔ میاں دیکھو آج تمہارا خواب پورا ہوگیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بائیکاٹ

بھی ہم نے دیکھا۔ وہ وقت بھی دیکھا۔ جب چوڑھوں کو صفائی کرنے اور سقوں کو پانی بھرنے سے روکا جاتا۔ پھر وہ وقت بھی دیکھا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں باہر تشریف لے جاتے۔ تو آپ پر مخالفین کی طرف سے پتھر پھینکے جاتے۔ اور وہ ہر رنگ میں

ہنسی اور استہزاء

سے پیش آتے۔ مگر ان تمام مخالفتوں کے باوجود کیا ہوا۔

آپ جتنے لوگ اس وقت یہاں بیٹھے ہیں۔ آپ میں سے

۹۵ پچانوے فیصدی

وہ ہیں۔ جو اس وقت مخالف تھے۔ یا مخالفوں میں شامل تھے مگر اب وہی ۹۵ فی صدی خدا تعالےٰ کے فضل سے ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جماعت میں جو شور اٹھا اس کا کیا حشر ہوا۔ اس فتنہ کے سرگروہ وہ لوگ تھے جو صدر انجمن پر حاوی تھے۔ اور تحقیر کے طور پر کہا کرتے تھے۔ کہ کیا ہم ایک

بچہ کی غلامی

کرلیں۔ خدا تعالیٰ نے اسی بچے کا ان پر ایسا رعب ڈالا کہ وہ قادیان چھوڑ کر بھاگ گئے اور اب تک یہاں آنے کا نام نہیں لیتے۔ انہی لوگوں نے اس وقت بڑے غرور سے کہا تھا۔ کہ

جماعت کا اٹھانوے فیصدی حصہ

ہمارے ساتھ ہے۔ اور دو فیصدی ان کے ساتھ۔ مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو فیصدی بھی ان کے ساتھ نہیں رہا۔ اور اٹھانوے فیصدی بلکہ اس سے زیادہ ہماری جماعت میں شامل ہو چکا ہے۔ غرض

ہر رنگ میں ہماری مخالفت

کی گئی۔ مقامی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمیشہ کامیاب رکھا۔ ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے ہمیں مخالفتوں کا کیا ڈر ہو سکتا ہے۔ احرار ہوں یا کوئی اور ہوں۔ وہ ایک مچھر جتنی بھی وقعت نہیں رکھتے اور کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ لوگ ہمارے مقابل میں

ایک فیصدی کامیابی

بھی حاصل کرلیں گے۔ یہ کیا قادیان کے سارے مخالف مل جائیں۔ ہندو سکھ غیر احمدی اور احراری ہماری مخالفت میں متحد ہو جائیں۔ اس کے بعد وہ اردگرد کے لوگوں کو ملا کر اپنی جماعت کو بڑھائیں۔ پھر سارے ملک میں سے جن کو اپنا مددگار بنا سکتے ہیں بنالیں۔ حتیٰ کہ انگریز بھی بے شک ان کے ساتھ مل جائیں۔ اگر یہ تمام مل کر ہمارے مقابل میں ایک فی صدی کامیابی کر سکیں۔ تو وہ سچے۔ مگر ناممکن ہے۔ کہ انہیں کامیابی ہو۔ باقی رہیں۔

عارضی مشکلات

سو یہ آیا ہی کرتی ہیں کیا یہ تکلیفیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش نہیں آئیں۔ کیا آپ کو وطن سے بے وطن نہ ہونا پڑا۔ اپنے عزیزوں کو نہ چھوڑنا پڑا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تمام تکالیف دیکھیں۔ یہاں تک کہ آپ کی ایک صاحبزادی جو حمل سے تھیں۔ جب

مکہ سے مدینہ

جانے لگیں۔ تو مخالفوں نے انہیں زدو کوب کیا۔ جس کی تکلیف سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ تو عارضی تکلیفیں مومنوں پر آیا ہی کرتی ہیں مگر وہ ان سے گھبرایا نہیں کرتے جس طرح ایک طالب علم محنت کرتا اور تکلیفوں کی پرواہ نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ پاس ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پاس ہم نے ہونا ہے۔ چاہے کوئی کتنا زور لگا لے۔ وہ بے شک ہمیں ماریں پیٹیں۔ ہم میں سے بعض کو لولا لنگڑا کر دیں۔ یا جان سے مار دیں۔ ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ جس چیز کی پرواہ ہے وہ یہ ہے کہ ہم ہار نہ جائیں۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ دشمن ہی ہاریں گے۔

ہم نہیں ہار سکتے

چاہے کوئی گورنمنٹ اکھڑی ہو جائے۔ علماء اور عوام سب مل جائیں۔ یہ قطعی اور یقینی بات ہے۔ کہ ہم جیتیں گے۔ ہم

کونے کا پتھر

ہیں۔ جس پر ہم گرے وہ بھی ٹوٹ جائے گا۔ اور جو ہم پر گرا وہ بھی سلامت نہیں رہیگا۔ یہ

خدا تعالیٰ کا وعدہ

ہے۔ جو پورا ہو کر رہے گا۔ لیکن اس کے مقابلہ میں بعض ہماری ذمہ داریاں بھی ہیں۔ میں نے متواتر جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ کہ جب بھی کوئی فتنہ اٹھتا ہے۔ منافقوں کے ذریعہ اٹھتا ہے۔ اور میں نے ہمیشہ جماعت سے کہا ہے کہ

منافقوں کو ظاہر کرو

اور ان کی پوشیدہ کارروائیوں کو کھولو۔ مگر جماعت اس طرف توجہ نہیں کرتی مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔

ایک درجن سے زائد آدمی

قادیان میں ایسے رہتے ہیں۔ جن کی مجالس میں فتنہ انگیزی کی گفتگوئیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور جو باہر سے آنے والوں کو ورغلاتے رہتے ہیں مجھے شریعت اجازت نہیں دیتی کہ میں بغیر ثبوت قائم کئے انہیں سزا دوں۔ اس لئے میں خاموش رہتا ہوں۔ مگر میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ ایسے منافقوں کا پتہ لگا کر ان کی منافقت کا میرے سامنے ثبوت مہیا کرے۔ تاکہ میں ان اختیارات کو استعمال کروں جو خدا تعالےٰ نے مجھے دئے ہیں۔ بعض دفعہ بغیر کسی

عدالتی ثبوت

کے یونہی میرے پاس ایک بات بیان کر دی جاتی ہے۔ میں سمجھ رہا ہوتا ہوں۔ کہ شکایت کرنے والا سچ کہہ رہا ہے مگر جب میں اسے کہتا ہوں کہ اس کا ثبوت مہیا کرو۔ تو وہ شکوہ کر کے چلا جاتا ہے۔ کہ میری بات پر توجہ نہیں کی جاتی۔ حالانکہ جب تک شرعی اور عدالتی طور پر میرے پاس ثبوت مہیا نہ کیا جائے۔ میں سزا دینے کا مجاز نہیں چاہے۔ مجھے یقین ہو کہ فلاں آدمی میرے اور جماعت کے خلاف فتنہ انگیزی کرتے رہتے ہیں۔ باقی اگر ذرا بھی کوشش کی جائے۔ تو اس قسم کے ثبوت مہیا کرنے مشکل نہیں ہوتے۔ منافق کچھ دلیر ہوتا ہے اور وہ ایک ہی بات بعض دفعہ کئی مجالس میں کر دیتا ہے۔ اس لئے گواہ آسانی سے پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ مگر لوگ کوشش نہیں کرتے۔ اور چاہتے ہیں کہ جس کی ہم شکایت پہنچائیں۔ اسے فوراً سزا دے دی جائے۔ حالانکہ یہ

مومنانہ مشورہ

نہیں۔ پھر ہماری جماعت کے آدمی باہر بھی ہیں۔ ان سے بھی اطلاعات ملتی رہتی ہیں۔ تھوڑے ہی دن ہوئے احراریوں کے ایک لیڈر نے قادیان کے ایک شخص کے متعلق بتایا۔ کہ اس کے ذریعہ

قادیان کی خبریں

انہیں ملتی رہتی ہیں۔ اس شخص کے متعلق اپنی جماعت کی طرف سے اگر کوئی اطلاع مجھے پہنچتی ہے۔ تو وہ خبر احاد ہوتی ہے۔ جس پر گرفت نہیں کی جا سکتی۔ سالہا سال میں نے اس شخص کے متعلق

عفو سے کام

لیا ہے۔ مگر اب ضرورت ہے کہ ایسے لوگوں کو الگ کیا جائے۔ اس لئے میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ منافقوں کو ظاہر کرے ہمیں غیروں سے خطرہ نہیں کیونکہ غیروں کے متعلق خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ ہے کہ ان سے خود ہماری حفاظت فرمائیگا۔ لیکن اگر ہمارے اندر عیب پیدا ہو جائیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ ہم آپ اپنے عہد کو توڑ رہے ہیں۔ اس صورت میں ہم خدا تعالیٰ کی نصرت سے محروم ہو جائیں گے۔ پس جب تک

بیرونی دشمن کے حملہ کا خوف

ہے ہمارے لئے گھبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں۔ بلکہ جماعت اس مخالفت کی وجہ سے ترقی کرے گی۔ لیکن اگر ہمارے اندر خرابی پیدا ہو گئی۔ تو ہم اپنے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازہ کو بند کرنے والے ہونگے۔ پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ یہاں یقینی طور پر

چند منافق موجود ہیں اور مجھے ان کا پتہ ہے۔ مگر تم انہیں ظاہر کرو۔ یعنی ان کے متعلق ثبوت قائم کرو۔ میرا یہ طریق نہیں۔ کہ میں ان کی طرف اشارہ کروں۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دفعہ کسی شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ نے اگر ذرا

آنکھ سے اشارہ

کر دیا ہوتا۔ تو ہم فلاں دشمن کا سر اڑا دیتے۔ آپ نے فرمایا نبی کا کام آنکھ سے اشارہ کرنا نہیں۔ اسی طرح میرا یہ کام نہیں کہ میں ان باتوں میں دخل دوں۔ ہاں آپ لوگ اگر ان کے متعلق جو منافقانہ رویہ رکھتے ہیں۔ اور نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ثبوت بہم پہنچائیں۔ تو پھر خدا تعالےٰ نے جو اختیارات مجھے دیئے ہیں۔ ان کو میں استعمال میں لاؤں گا۔ ان منافقوں کو صرف میں ہی نہیں جانتا اور بھی بیسیوں لوگ جانتے ہیں۔ کسی کو ایک منافق کا علم ہوگا کسی کو دو کا۔ کسی کو زیادہ کا۔ ایک دفعہ ایک مجلس میں ذکر ہوا۔ کہ فلاں شخص نے آپ کی بہت تعریف کی ہے ایک اور شخص جو اس مجلس میں بیٹھا تھا کہنے لگا اگر اس نے اتنی تعریف کی ہے۔ تو ضرور اس نے کوئی نہ کوئی منافقت کا کام کیا ہوگا کیونکہ

منافقین کا طریق

ہے۔ کہ جب وہ کوئی جرم کرتے ہیں۔ تو ساتھ ہی ایسا طریق بھی اختیار کر لیتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ وہ بڑے مخلص ہیں۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا۔ نہ صرف میں ہی نہیں۔ بلکہ بعض دوسرے دوست بھی ایسے لوگوں کو جانتے ہیں۔ مگر اس مجلس کے بعد نہ تو اس دوست نے اور نہ کسی اور نے اس بارے میں میری مدد کی۔ کہ اس کے خلاف ثبوت بہم پہنچاتے۔ میں سمجھتا ہوں۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اس قسم کے ثبوت بہم پہنچانے رحم کے خلاف ہیں۔ حالانکہ یہ

جذبۂ رحم کا غلط استعمال ہے

اور یہ بھی جانی قربانی سے انحراف ہے۔ کیونکہ ایک دوست سے علیحدگی طبعًا ناگوار گزرتی ہے۔ اس لئے انسان یہ نہیں چاہتا۔ کہ اپنے واقف کے خلاف کوئی ثبوت مہیا کر کے اس سے بگاڑ پیدا کرے۔ مگر یہ مومنانہ طریق نہیں

صحابہؓ کا نمونہ

دیکھو۔ انہوں نے بیوی بچوں دوستوں عزیز و اقارب اور رشتہ داروں کو خدا تعالیٰ کے لئے ترک کر دیا۔ یہاں تک کہ عبداللہ بن ابی بن سلول نے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کہا۔ کہ مدینہ کا سب سے زیادہ معزز آدمی وہاں کے سب سے زیادہ ذلیل آدمی کو نکال دے گا۔ قرآن مجید میں بھی اس کا ذکر آتا ہے۔ معزز سے مراد اس کم بخت کا اپنا وجود تھا۔ اور ذلیل سے اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد لئے اور کہا کہ مدینہ پہنچکر میں جو معزز ترین آدمی ہوں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نکال دوں گا۔ یہ بات جب پھیل گئی۔ تو عبداللہ بن ابی بن سلول کا لڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا سنا ہے۔ میرے باپ نے ایسی ایسی بات کہی ہے۔ اس کی سزا سوائے قتل کے اور کیا ہو سکتی ہے۔ میں عرض کرنے آیا ہوں کہ اسے قتل کرنا ہو۔ تو یہ کام میرے سپرد کیا جائے تاکہ اگر کوئی اور شخص اسے مارے۔ تو مجھے بعد میں کسی وقت اس پر غصہ نہ آجائے۔ یہ قربانی ہے جو

حقیقی قربانی

ہے۔ اس روح کو اپنے اندر پیدا کرو۔ جب تک تم اپنے عزیز ترین وجودوں کو خدا تعالیٰ کے لئے چھوڑنے پر تیار نہیں ہو گے۔ جب تک تم منافقین کے اخراج کے لئے

عملی رنگ میں جدوجہد

نہیں کرو گے اس وقت تک اندرونی فتن سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اور جب تک اندرونی فتن سے محفوظ نہیں ہو گے اس وقت تک مرض کی جڑ موجود رہے گی۔ اور جب تک جڑ رہے گی۔ حقیقی شفا حاصل نہیں ہو سکیگی۔ بلکہ اندر بیماری کا رہنا زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ باہر کا تپ اگر لوٹ جائے اور اندر رہنے لگے۔ تو وہ سل کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ پس

بیرونی مخالفت

کو چھوڑ دو۔ وہ خود بخود مٹ جائے گی۔ تم اندرونی مخالفت کو مٹانے کی طرف توجہ کرو۔ وہ اندرونی مخالفت جس کا موجود رہنا خدا تعالےٰ کے فضلوں سے جماعت کو محروم کر دینا ہے۔ میں نے پہلے بھی جماعت کو توجہ دلائی تھی۔ اب پھر کہتا ہوں کہ منافقین کو ظاہر کرو۔ اگر اب بھی آپ لوگ توجہ نہیں کریں گے۔ تو میں

خدا تعالیٰ کے حضور بری الذمہ

ہوں گا۔ اور اس صورت میں اگر آپ پر کوئی عذاب یا تکلیف آئے۔ تو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں۔ بلکہ آپ لوگوں پر ہی ہو گی۔ کیونکہ میں نے تو جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔ عہد کو آپ لوگوں نے توڑا ہو گا۔ اور اسی

نقض عہد

کی وجہ سے آپ دکھ اور تکلیف میں مبتلا ہوں گے۔

مالابار کیلئے مجاہدین کی ضرورت

تین چار ماہ کا عرصہ ہوا ہے۔ کہ احباب ان مظالم کے متعلق تھوڑی سی سرگزشت اخبار کے صفحات میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔ جو مالابار کے احمدیوں پر کئے گئے۔ اگرچہ مخالفت بدستور جاری ہے۔ افراد جماعت احمدیہ مالابار کو مخالفین نے ظلم و ستم کا تختہ مشق بنایا ہوا ہے۔ لیکن اس ضمن میں یہ بات معلوم کر کے اطمینان و شکریہ کا باعث ہے۔ کہ ان مظلوم بھائیوں کی احمدی دوستوں نے کسی نہ کسی رنگ میں جو امداد کی ہے۔ اس سے مالابار کے احمدیوں کو بہت تقویت حاصل ہوئی ہے۔ اور وہ مرکز و احباب سے بروقت امداد پہنچنے پر مخالفت کا مقابلہ صبر و استقلال سے کے ساتھ کر رہے ہیں۔

جن دوستوں نے اپنے ان غریب اور بے کس بھائیوں کی امداد کے لئے لبیک کہا ہے۔ ان میں جماعت احمدیہ حیدرآباد کو دوسری جماعتوں پر نمایاں سبقت حاصل ہوئی ہے ابھی تک مالابار کی جماعت کی مشکلات حل نہیں ہوئیں۔ اور صدر انجمن احمدیہ نے جماعت مالابار کو مزید امداد بہم پہنچانے کے لئے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ جس طرح ملکانہ میں احباب نے اپنے آپ کو تین تین ماہ کیلئے والنٹیر کیا تھا۔ ایسا ہی وہ اب بھی کریں۔ خود جائیں۔ یا معاوضہ میں اخراجات بھیجدیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کو منظور فرمایا ہے۔ اور نظارت دعوت و تبلیغ کو ہدایت کی ہے کہ وہ احباب کے ذریعہ سے مالابار کی جماعت کی اس وقت تک مدد کرتی رہے۔ تاوقتیکہ ان کو ظلم و ستم سے نجات حاصل ہو۔ لہٰذا میں تمام احباب کو اس کار خیر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ احباب اس کام کیلئے اپنے نام کو جلد سے جلد پیش کریں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضاً یعنی مومن دوسرے مومن کے لئے ایک ایسی عمارت کی طرح ہوتا ہے۔ کہ جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔ اس لئے اجتماعی فریضہ کو نظر انداز کرنے کے یہ معنی ہونگے کہ اپنی بنیادوں کو خود اپنے ہاتھوں سے کھوکھلا کیا جائے۔ آج جماعت احمدیہ دنیا میں اس لئے کھڑی کی گئی ہے۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو دوبارہ زندہ کرے۔ پس میں امید کرتا ہوں۔ جماعت احمدیہ اپنی ممتاز حیثیت کو اس اڑے وقت پر جو مالابار میں بھائیوں کو درپیش

ضربتہ الشمس یا سن سٹروک

از چودھری محمد شاہ نواز خان صاحب ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس ۔ زنجبار

مولوی جلال الدین صاحب کی وفات

الفضل میں مولوی جلال الدین صاحب مبلغ مین پوری کی اچانک وفات کی خبر پڑھ کر دل کو بہت صدمہ ہوا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ۔ نوجوانوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے ۔ یعنی دیوانہ وار تبلیغ میں لگ جائیں ۔ اور اپنے آرام کو ہر وقت قربان کرنے کے لئے تیار رہیں ۔ مولوی صاحب مرحوم کی شہادت چونکہ سن سٹروک سے ہوئی ہے ۔ اس لئے اس مرض کے متعلق چند موٹی موٹی باتیں عرض کرتا ہوں ۔ تا سخت گرمی کے موسم میں کام کرنے والے بھائیوں کو فائدہ پہنچ سکے گو اس قسم کے اتفاقی حادثات سے آناً فاناً موت بھی شہادت کا ایک رنگ رکھتی ہے ۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں ۔ کہ انسان خود جان بوجھ کر اپنے آپ کو خطرے میں ڈالے ۔ مولوی صاحب اپنے فرض کی سر انجام دہی میں سخت منہمک تھے ۔ اور اگر ان کو علم ہوتا کہ سخت گرمی جہلک ثابت ہوگی ۔ تو وہ ضرور احتیاط کر لیتے ۔ پس ضروری ہے ۔ کہ اس قسم کے حادثات کے متعلق حفظ ماتقدم کا علم ہو ۔ پھر اگر احتیاط کے باوجود کوئی حادثہ ہو جائے تو اس کو خاص مصلحت الٰہی کے ماتحت سمجھا جائے ؛

سن سٹروک کیا ہے ؟

سن سٹروک کا حملہ سخت گرمی کے موسم میں ہوتا ہے ۔ برسات کے موسم میں بھی اس کے کیس ہوتے ہیں ۔ جس کی وجہ ہوا میں رطوبت کی زیادتی اور گرمی ہوتی ہے ۔ ہوا میں حرکت اگر نہ ہو ۔ اور پسینہ نہ آئے ۔ تو بھی اس کا خطرہ زیادہ ہو جاتا ہے ۔ سن سٹروک غلط نام ہے ۔ کیونکہ سورج کی تپش اس کے لئے ضروری نہیں ۔ اصل چیز حرارت کی زیادتی ہے ۔ خواہ سائے میں ہو ۔ یا انجن روم میں ۔ اس لئے صحیح لفظ ہیٹ سٹروک (Heat Stroke) ہے ۔

حملہ کے اسباب

واضح ہو ۔ کہ تندرست جسم میں اللہ تعالےٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے ۔ کہ وہ سخت گرمی اور سخت سردی دونوں بخوبی برداشت کر سکتا ہے ۔ چنانچہ جہازوں کے انجن روم میں ۲۵۰ درجہ فارن ہیٹ تک انجینئر برداشت کر لیتے ہیں ۔ دوسری طرف ۵۰ ، یعنی صفر سے ۵۰ درجے نیچے تک قطب شمالی کے علاقوں میں لوگوں نے برداشت کیا ہے ۔ پس اس مرض کا سب سے بڑا سبب صحت کی عام خرابی ہے ۔ مثلاً پرانا قبض ۔ ملیریا ۔ پیچش وغیرہ جس سے اعصاب کمزور ہو چکے ہوں ۔ علاوہ ازیں دوپہر کے وقت خوب پیٹ بھر کر کھانا کھانے کے بعد سخت گرمی میں مشقت کا کام کرنا بھی اس کا موجب ہو جاتا ہے ۔ اس لئے جن لوگوں کو دوپہر کے بعد سخت جسمانی کام (مثلاً پیدل لمبا سفر) کرنا ہو ۔ ان کو کھانا کم کھانا چاہیئے ۔ پھر ہر قسم کی بے اعتدالی ۔ بد پرہیزی وغیرہ بھی اس حملہ کے قریب کر دیتی ہے ۔ خصوصاً کثرت جماع وغیرہ گرمی میں تنگ لباس پہننا خصوصاً گردن اور سینہ پر مثلاً تنگ کالر صدری وغیرہ بھی اس کا ایک باعث ہے ۔ مغربی تہذیب کے دلدادہ جو سخت کالر لگاتے ہیں ۔ ان کو کم از کم گرمیوں میں نرم اور کھلا کالر لگانا چاہیئے ۔

یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ سخت گرمی میں مشقت کا کام کرنا خصوصاً جبکہ ہوا میں سکون ہو ۔ اور رطوبت کی زیادتی کی وجہ سے پسینہ نہ آسکے بہت مضر ہے ۔ پنجاب میں ماہ اگست اور ستمبر میں بالکل یہی کیفیت ہوا کی ہوتی ہے یعنی بارش ۔ اس کے بعد دھوپ اور ہوا میں سکون اور حبس ۔ صرف گرمی کی زیادتی مضر نہیں بشرطیکہ ہوا میں حرکت ہو ۔ اور پسینہ آتا رہے ۔ مئی جون میں درجہ حرارت جولائی ۔ اگست اور ستمبر کے مہینوں کی نسبت بہت زیادہ ہوتا ہے ۔ مگر سن سٹروک کے کیس کم ہوتے ہیں ۔ کیونکہ ہوا چلتی رہتی ہے جس سے پسینہ آکر اعصاب کو صدمہ نہیں پہنچتا ۔ مرطوب حرارت خشک حرارت سے زیادہ مضر ہوتی ہے ۔ کیونکہ وہ جلد کے اندر دھس کر اعصاب تک اثر کرتی ہے ؛

اس مرض کا ایک سبب گرمی کے موسم میں ہوا کا غلیظ ہو جانا بھی ہے ۔ جیسا کہ لوگوں کے ہجوم سے عموماً ہو جاتا ہے ۔ ہوا میں رطوبت اور کاربن ڈائی اکسائڈ گیس تنفس کی وجہ سے زیادہ ہو جاتی ہے چنانچہ میلوں ریلوے سٹیشنوں اور ٹریم کاروں میں یہ حادثات زیادہ ہوتے ہیں ۔ اس کے علاوہ بہت سے اشخاص اگر نزدیک نزدیک بیٹھے ہوں ۔ یا مثلاً فوجی سپاہی کلوز کالم میں مارچ کر رہے ہوں ۔ تو اس وقت بھی سن سٹروک کا خطرہ ہوتا ہے ۔ پس کسی مجلس میں اگر گرمی اور خصوصاً برسات کے موسم میں بیٹھنا ہو تو دوستوں کو کھل کر بیٹھنا چاہیئے ۔ جو مخلص دوست نمازوں کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے گرد تنگ حلقہ بنا کر بیٹھتے ہیں ۔ وہ اگر حضور کی صحت کے خیال سے کھل کر بیٹھا کریں ۔ تو بہت اچھا ہو ؛

مرض کے درجے

سن سٹروک کی کئی اقسام ہیں ۔ گرمی کے موسم میں معمولی تکان ضعف ۔ عضلات کی پھڑپھڑاہٹ سے لیکر کامل بیہوشی تک اس کے درجے ہیں عقلمند آدمی کا کام ہے ۔ کہ جب سن سٹروک کی ابتدائی علامات محسوس کرے ۔ تو فوراً دھوپ میں سے چلا جائے ۔ اور سائے میں بیٹھ کر پنکھا کرے ؛

ابتدائی علامات

ہجوم میں بیٹھے ہوئے یا گرمی میں کام کرتے ہوئے اچانک گھبراہٹ اور بے چینی شروع ہو جاتی ہے ۔ متلی سر درد اور چکر آتے ہیں ۔ بعض کو متلی بھی ہوتی ہے ۔ اور زیادہ حساس جو ہوں ان کو پیشاب کی حاجت بار بار ہوتی ہے ۔ قلب کے مقام پر درد محسوس ہوتا ۔ اور سانس پھول جاتا ہے ۔ نزع کی طرح موت کا خوف معلوم ہوتا ۔ اور دم گھٹنے لگتا ہے ۔ جسم کو سخت گرمی اور جلن محسوس ہوتی ہے ۔ پسینہ بالکل سوکھ کر جلد خشک ہو جاتی ہے ۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے ۔ اگر مریض ان علامات کی پروا نہ کرے ۔ تو اس کے بعد اصل حملہ شروع ہو جاتا ہے ۔

مرض کا حملہ

انسان بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے ۔ درجہ حرارت ۱۰۴ سے ۱۱۰ تک چلا جاتا ہے ۔ ہذیان بھی ہوتا ہے ۔ چہرہ سرخ اور ہونٹ نیلے ہو جاتے ہیں ۔ جسم خشک اور تنور کی طرح گرم ہوتا ہے نبض کی حرکت تیز ہو جاتی ہے ۔ اور اگر فوری امداد نہ ملے ۔ تو موت واقع ہو جاتی ہے ؛

احتیاط

گرمی کے موسم میں جس شخص کو پسینہ نہ آئے ۔ اسے فوراً مصنوعی طور پر پسینہ لینا چاہیئے ۔ اور کام چھوڑ کر سائے میں بیٹھ جانا چاہیئے ۔ مگر میرے اس بیان کا یہ مطلب نہیں ۔ کہ ذرا کسی کو گرمی میں پسینہ نہ آئے ۔ تو وہ جھٹ کام چھوڑ کر بے قرار ہو جائے ۔ بلکہ یہ محض راہنمائی کے لئے بتا دیا ہے ۔ تاکہ اگر کسی کو ہجوم کے اندر اس قسم کی علامات ظاہر ہوں ۔ تو وہ احتیاط کر لے

علاج

مرض کے حملہ کے وقت اگر ہو سکے ۔ تو جلد ڈاکٹر کو بلا لیا جائے ۔ بطور فرسٹ ایڈ کے صرف اتنا کر سکتے ہیں ۔ کہ مریض کو فوراً سایہ میں لاکر اس کے کپڑوں کو ڈھیلا کر دیا جائے ۔ قمیص کا بٹن یا کالر کھول دیا جائے ۔ کھلی ہوا اس کو کثرت سے دی جائے ۔ پنکھا کیا جائے ہجوم کو ہٹا دیا جائے ۔ مریض کو برہنہ کر کے سرد پانی کی تین چار مشکیں اس پر بہا دی جائیں ۔ سر اور گردن پر برف رکھی جائے ؛

سرد پانی کے استعمال کے متعلق ایک نہایت ضروری بات یاد رکھنے کے قابل ہے جس کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے بعض مریض سردی سے ہی مر جاتے ہیں ۔ اور وہ یہ کہ کبھی سرد پانی بغیر جسم کو ملنے کے استعمال نہیں کرنا چاہیئے ۔ پس ضروری ہے کہ جب مشک سے پانی بہایا جا رہا ہو ۔ تو مریض کے جسم کو ساتھ ساتھ خوب مالش کرتے جائیں ۔ تاکہ خون کا دورہ اطراف کی طرف تیز ہو کر سر میں خون کا جوش کم ہو جائے ۔ اگر سرد غسل کے ساتھ جسم کو ملا نہ جائے ۔ تو سر میں الٹا اجتماع خون زیادہ ہو کر موت جلد واقع ہو جائے گی ۔ یہ ہدایت

گکرے !! گکرے !! گکرے !!!

آنکھوں کیلئے کیا ہی تباہ کن مرض ہے۔ اس سے آنکھوں میں کھجلی کی تکلیف رہتی ہے روشنی میں آنکھیں بخوبی کھل نہیں سکتیں۔ نظر آہستہ آہستہ مفقود ہوتی جاتی ہے۔ غرضیکہ اس مرض سے مریض سخت تکلیف میں ہوتا ہے۔ یہ مرض اگر ایکدفعہ جڑ پکڑ جائے۔ تو ہٹنے کا نام نہیں لیتا۔ اور اکثر اوقات اپریشن تک نوبت آجاتی ہے پس اس مرض کا جہاں تک جلد ممکن ہو۔ بہت جلدی علاج کرانا چاہیئے سب سے بڑھکر اس مرض کیلئے علاج سرمہ نورانی ہے۔ گکرے نئے ہوں یا پرانے۔ سرمہ نورانی کے استعمال سے بہت جلدی دور ہو جاتے ہیں۔ اگر فائدہ نہ ہو۔ تو حلفیہ تحریر آنے پر قیمت واپس کر دیجائیگی ضرور آزمائش کیجئے۔ اور اس بیش بہا تحفہ سے فائدہ اٹھائیے۔ سرمہ نورانی کا روزانہ استعمال نظر کو تیز کرتا ہے جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱ر علاوہ پیکنگ و محصولڈاک ۱؎ کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ مفت طلب فرمالیجئے۔

دلکشا سنون دانتوں اور مسوڑوں کی جملہ امراض کے لئے واحد منجن ہے اس سے پائیوریا جیسا موذی مرض بھی جڑ سے اکھڑ جاتا ہے لیکن استقلال کیساتھ استعمال کرنا شرط ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ر۔

دلکشا ہیر آئل بالوں کے لئے ازبس بہترین تیل ثابت ہو چکا ہے۔ قیمت فی شیشی ۴ اونس ایکروپیہ ۹ اونس کی شیشی ۱۲؍ علاوہ محصولڈاک ۴ اونس والی دو شیشیاں ایک ہی شیشی جتنے محصولڈاک میں جاسکتی ہیں۔ اس کا ضرور لحاظ رکھا کریں۔

کناری روس عورتوں اور مردوں کی مخصوص بیماریوں کے لئے لاثانی ہے۔ قیمت فی شیشی ۳ تین شیشی للعہ تفصیل کے لئے کارخانہ کی مکمل فہرست ایک کارڈ لکھکر مفت طلب فرمائیے۔ نوٹ:۔ آرڈر دیتے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ **دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان**

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

بے اولادوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ اس مرض کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ طبیب لوگ اسقاط حمل اور ڈاکٹر صاحبان مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ نہایت ہی موذی بیماری ہے۔ اس نے ہزاروں گھر بے اولاد کر دئے۔ جو ہمیشہ نونہال بچوں کی آرزو میں غم و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ مولا کریم ہر ایک کو اس موذی مرض سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ اس بیماری کا مجرب علاج مالک دواخانہ رحمانی نے استادی المکرم حضرت نور الدین شاہی طبیب سے سیکھا ہے۔ اور حضور ہی کے حکم سے ۱۹۰۸ء سے پبلک میں شائع کیا۔ اور احتیاطی رنگ میں گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنے دواخانہ کے لئے رجسٹرڈ کرایا ہے۔ تاکہ پبلک کسی اور کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے۔ محافظ اٹھرا گولیاں مولانا استادی المکرم نور الدین شاہی طبیب کا مجرب نسخہ ہے یہ نسخہ نہ کوئی اور شخص بنا سکتا ہے۔ اور نہ ہی فروخت کر سکتا ہے۔ ہوشیار رہیں۔ صرف دواخانہ ہذا کے لئے رجسٹرڈ ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ جب اٹھرا کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہو کر مایوس والدین کے لئے دل کی ٹھنڈک ہوتا ہے۔ منگوا کر استعمال کرا کر قدرت خدا زندہ کرشمہ دیکھئے۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ یکدم منگوانے پر للعہ علاوہ محصولڈاک۔ نوٹ:۔ اس دواخانہ کے سرپرست اور نگران حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب ہیں۔ لہٰذا تمام ادویہ صحیح اور کامل اور پوری احتیاط سے اور خاص طبی طریق سے تیار کیجاتی ہیں۔ **عبد الرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان۔ پنجاب**

ضرورت ہے

ملٹن چائے کی فروخت کرنے اور اس کا سٹاک رکھنے کے لئے چند معتبر اشخاص کی ضرورت ہے۔ ماہوار تنخواہ ایکسو پچاس روپے ہوگی مکان کا کرایہ اور نوکر اس کے علاوہ ہونگے۔ تمام خط وکتابت انگریزی میں ہونی چاہیئے۔ مزید حالات کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر لکھا جائے۔

The manager the milton House
P. O. Box no 6837 Burra Bazar
Calcutta.

هر ایک ڈاکٹر وطبیب کے قابل مطالعہ

انجکشن کے طریق علاج کی طرف رہبری کرنیوالی کتاب

رہنمائے انجکشن

مصنفہ ڈاکٹر مختار احمد ممتاز احمدی ایڈیٹر رسالہ تبصرۃ الاطبا لاہور

اردو زبان میں یہ ایک پہلی کتاب ہے۔ جو انجکشن ٹریٹمنٹ پر بہترین اور مکمل طور پر لکھی گئی ہے۔ انجکشن کے آلات کا استعمال۔ کثیر الاستعمال ادویہ ان کے خواص و فوائد کو نہایت آسان اور واضح طور پر بتایا گیا ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ فوٹو بلاکس سے مزین۔ قیمت صرف ایک روپیہ

ملنے کا پتہ:۔ **کتب خانہ طب جدید میو روڈ لاہور**

مشینری اور آلات زراعت

نئے اور ترقی یافتہ نمونوں کے مطابق ساختہ۔ آہنی رہٹ۔ ہل۔ بیل چکی یعنی خراس چارہ کترنے کی مشینیں۔ فلور ملز۔ چھڑائی کی مشینیں۔ قیمہ۔ بادام روغن اور سیویاں بنانے کی بے نظیر مشینیں وغیرہ ارزاں ترین قیمتوں پر خرید کرنے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔ **ایم۔ اے۔ رشید اینڈ سنز انجنیئرز بٹالہ۔ پنجاب**

اکسیر تسہیل ولادت بچہ کی پیدائش کو آسان کر دینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے۔ جس کے بر وقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے قیمت معہ محصول ع۸ صرف۔ مینجر شفاخانہ دلپذیر رسولنوالی ضلع سرگودھا

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

علی پور سنٹرل جیل سے ۳۱ جولائی کی اطلاع کے مطابق چار قیدی جن پر ملک معظم کے خلاف بغاوت کے جرم میں ایک سال سے مقدمہ چل رہا تھا۔ دیوار پھاند کر فرار ہوگئے۔ پولیس نے شہر کے تمام بازاروں میں لوہے کے دروازے لگا دئے۔ گاڑیوں اور موٹروں کی آمد و رفت روک دی۔ مگر ابھی تک صرف ایک قیدی گرفتار کیا جا سکا ہے۔

پنڈت مالویہ اور مسٹر اینے نے بنارس سے یکم اگست کی اطلاع کے مطابق پارلیمنٹری بورڈ کے ارکان سے درخواست کی۔ کہ وہ ان کے ساتھ اس غرض سے کانفرنس کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آیا بورڈ سے علیحدگی کے بعد بھی وہ متحد ہو کر کام کر سکتے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ دونو اصحاب مل کر ایک نئی پارٹی قائم کریں گے۔ جس کا نام نیشنلسٹ پارٹی ہوگا۔ اس کے متعلق عنقریب ایک مینی فیسٹو شائع ہونے والا ہے۔

گوری دیوی جس کے ایک سرحدی پٹھان کے ساتھ بھاگ جانے پر پچھلے دنوں بہت چرچا رہا ہے۔ اس کے متعلق گورنر سرحد اور وائسرائے ہند کو تار دیا گیا ہے۔ کہ وہ اسلام قبول کر چکی ہے۔ مگر پولیٹیکل ایجنٹ نے اسے ہندو والدین کی نگرانی میں دے رکھا ہے۔ جو اسے دوبارہ ہندو دھرم میں آنے پر مجبور کرنے کے لئے بہت سختی کر رہے ہیں اور اس کی جان کا خطرہ ہے۔ اس لئے ایک کمیشن مقرر کیا جائے۔ جو سماۃ مذکورہ کے خیالات اس سے مل کر معلوم کرے۔

دارالعوام میں ۳۱ جولائی کو عبدالغفار خاں کی رہائی کے متعلق سوال کئے گئے۔ وزیر ہند نے کہا۔ حکومت جب سمجھے گی۔ کہ ان کی رہائی صوبہ سرحد کے امن وامان کے لئے خطرہ کا باعث نہیں ہو سکتی۔ تو وہ انہیں رہا کر دیگی فی الحال نہیں۔

ہاؤس آف کامنز میں ۳۱ جولائی کو ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر ہند نے کہا۔ کہ ہندوستان میں کسی شخص کو مقدمہ چلائے بغیر دس سال سے زیادہ عرصہ کے لئے جیل میں نہیں رکھا گیا۔ ہاں دس آدمی ایسے ہیں جو دس سال سے زیادہ عرصہ سے ریگولیشن ۱۸۱۸ء کے ماتحت نظر بند ہیں۔

کپورتھلہ سٹیٹ کے متعلق شملہ سے ۳۱ جولائی کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں ایک یورپین ایڈمنسٹریٹر کے تقرر کا فیصلہ ہوگیا ہے۔ مگر تعیناتی مہاراجہ صاحب کی واپسی یعنی موسم سرما کے آغاز تک ملتوی کر دی گئی ہے۔

جہلم سے ۳۱ جولائی کی خبر ہے۔ کہ ۱۱ بجے دن کو بارش ہوئی جس کے بعد یکایک دریا میں پانی چڑھنا شروع ہوا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں لکڑی منڈی میں تین تین فٹ پانی چڑھ گیا۔ ایک کشتی جس میں سات مسافر بیٹھے تھے الٹ گئی۔ اور ایک بھی بچ نہیں سکا۔

چوہدری ظفراللہ خان صاحب کے متعلق لندن سے ملاپ کے نامہ نگار نے لکھا ہے۔ کہ ان کے ایگزیکٹو کونسلر بنائے جانے کے متعلق اگست کے آخر میں اعلان ہو جائے گا۔

لارڈ مسٹن نے لندن کے ایک اخبار میں ایک مضمون لکھا ہے۔ کہ اگر وائٹ پیپر کی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے میں غفلت سے کام لیا گیا۔ تو نتیجہ خطرناک ہوگا۔ اور میں اسے تباہی سے تعبیر کروں گا۔

روسی گورنمنٹ نے مذاہب کے خلاف جو ظالمانہ اقدام شروع کر رکھا ہے اس کے سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ قفقاز میں مسلمانوں کی تنظیم کرنے کے جرم میں دس مسلمان جن میں ایک مفتی اعظم اور ان بزرگ اور ایک ایڈیٹر اخبار بھی شامل ہیں گولی سے اڑا دئے گئے ہیں۔

وائنا سے ۳۱ جولائی کی خبر ہے۔ کہ نئی وزارت نے آسٹریا میں جرمنوں کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا ہے۔ آسٹریا میں جو نازی باہر سے آئے ہوئے ہیں۔ انہیں ملک بدر کر دیا گیا ہے۔

بنگالی جلاوطن مسٹر سلیندر ناتھ گھوش نے جو ۱۸ سال سے امریکہ میں مقیم ہے۔ کلکتہ سے ۳۱ جولائی کی اطلاع کے مطابق کانگرسی پارلیمنٹری بورڈ سے درخواست کی ہے۔ کہ اسے بنگال کے کسی حلقہ سے اسمبلی کے لئے بطور امیدوار کھڑا کیا جائے۔

افغان گورنمنٹ نے کابل سے یکم اگست کی اطلاع کے مطابق معاشرتی اصلاح کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اعلان کر دیا ہے کہ جس گھر میں موت واقع ہو۔ وہاں کوئی مہمان تین روز تک کھانا نہ کھائے۔ اہل خانہ کے کھانے کا انتظام پڑوسی وغیرہ کریں۔ ماتم تین روز سے زیادہ نہ رہے سب لوگ جنازہ کے ساتھ جائیں لیکن عورتیں ہرگز نہ جائیں شادی سے پہلے کی دعوت بند کر دی گئی ہے۔ اور حکم دیا گیا ہے۔ کہ دولہا دلہن کے کپڑے سادہ ہوں۔ نکاح کے روز دولہا صرف ایک سیر پھل دلہن کے ہاں دے جہیز قطعاً بند کر دیا گیا ہے۔ اور برات بھی ممنوع قرار دی گئی ہے۔

پریذیڈنٹ ہنڈن برگ کے متعلق یکم اگست کی اطلاع ہے کہ وہ قریب المرگ ہیں۔ سیاسی حلقوں کا بیان ہے کہ ہٹلر جانشین ہوگا۔ لیکن ایک اخبار کے یہ بات لکھنے پر حکومت نے ایک ہفتہ کے لئے اس کی اشاعت ممنوع قرار دیدی ہے۔

ملیریا کے انسداد کے لئے بمبئی کی مارواڑی چیمبر آف کامرس نے حکومت کو ایک چٹھی لکھی ہے۔ جس میں بیان کیا ہے کہ ہندوستان میں ہر سال دس کروڑ انسان ملیریا میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جن میں سے دس لاکھ ضرور مر جاتے ہیں۔ دس کروڑ میں سے صرف اسی لاکھ مریض کونین حاصل کر سکتے ہیں۔ ہندوستان میں کونین بہت گراں ملتی ہے حالانکہ سنکونا کا پودا یہاں بھی ہوتا ہے۔ اور اس کی تیاری میں صرف آٹھ روپیہ فی پونڈ خرچ آتا ہے۔

سر کاؤس جی جہانگیر میئر بمبئی کی وفات حال میں ہوئی ہے۔ ان کی وصیت کے مطابق ایک لاکھ روپیہ ان کی جائداد سے اس لئے علیحدہ کیا گیا ہے۔ کہ اس کے سود سے پارسیوں کی بہبودی کا انتظام کیا جائے۔ ان کی بیوہ نے بھی ایک لاکھ روپیہ اس فنڈ میں دیا ہے۔

پنڈت مالوی کے پارلیمنٹری بورڈ سے علیحدگی پر لاہور سے یکم اگست کی اطلاع کے مطابق پنجاب کے سکھ لیڈروں نے ان کو تار دئے ہیں۔ کہ کمیونل ایوارڈ کی تنسیخ کے لئے سکھ ان کی پارٹی میں شریک ہونے کو تیار ہیں۔

الہ آباد سے یکم اگست کی اطلاع مظہر ہے کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا دفتر الہ آباد سے بمبئی منتقل کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ صاحب صدر اور سکرٹری وہیں رہتے ہیں۔

گورکھپور سے ۳۱ جولائی کی خبر ہے۔ کہ ضلع میں سیلاب نے تباہی مچا رکھی ہے۔ راستے جھیلوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ بیس دیہات بالکل بہہ گئے ہیں۔ لیکن افسران کی بروقت تنبیہ سے کوئی جان ضائع نہیں ہوئی۔ کیونکہ لوگ بھاگ چکے تھے۔ لکھنؤ کے ساتھ آمد و رفت بند ہے۔

پنڈت کرشن کانت مالویہ نے الہ آباد سے یکم اگست کی اطلاع کے مطابق گاندھی جی کو ایک زوردار چٹھی لکھی ہے۔ جس میں تحریر کیا ہے کہ کانگرس کو انتخابات میں ٹانگ نہیں اڑانی چاہیئے۔ ورنہ اس کا وقار خاک میں مل

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی